بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

خاکسار تحریک پر ایک نظر

کلکتہ لوئر چیت پور روڈ سے محمد یعقوب صاحب بٹ لکھتے ہیں :-

"آج کل علامہ مشرقی کی تحریک خاکسار بہت حد تک مسلمانوں میں اثر انداز ہو رہی ہے اور اس کے خلاف ملک کے اکثر علمار فتوے صادر فرما چکے ہیں لیکن زمانہ کے بیدار مغز لوگ عام مولویوں کے فتویٰ بازیوں سے پہلے سے ہی تنگ آچکے ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ گنتی کے چند علمار کو چھوڑ کر عام مولوی تنگ نظری سے ہر جگہ کام لیتے بھی ہیں ممکن ہے ان فتووں میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہو۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے ندوۃ المصنفین کے ارکان و علمار ان تنگ نظریوں سے بالاتر ہیں۔ اس بنار پر جرأت کی ہے کہ آپ کو ترغیب دوں کہ آپ اپنے مؤقر رسالہ "برہان" میں اس تحریک پر مکمل اور مفصل بحث کریں جس سے عام لوگ پوری طرح مستفید ہو سکیں۔ اُمید ہے آپ میری اس گذارش کو معمول سمجھ کر نظرانداز نہیں کریں گے۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اس میں شبہ نہیں آج کل خاکسار تحریک ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک ایسی تحریک ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس تحریک سے متعلق گذشتہ دو تین ماہ میں اس کثرت سے

رسالے اور مضامین شائع ہو چکے ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے ہم نے خود کچھ لکھنا غیر ضروری خیال کیا لیکن ہمارے سکوت کے ساتھ ساتھ پوچھنے والوں کا اصرار برابر بڑھتا رہا۔ چنانچہ مندرجۂ بالا خط اُن متعدد خطوط میں سے ہے جو اس سلسلہ میں دفتر برہان میں موصول ہو چکے ہیں۔ ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ قارئین برہان میں ایک کثیر جماعت ان حضرات کی ہے جو برہان کے کارکنوں کو تنگ نظر نہ سمجھنے کی بنا پر خاکسار تحریک ایسے مسائل میں اُن کی رائے معلوم کرنے کا اشتیاق ہی نہیں رکھتے بلکہ اس تحریک کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ اُسی کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں ایسے ہی اصحاب کے لیے سطور ذیل قلمبند کی جا رہی ہیں جن میں مختصراً چند اصولی باتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

سب سے پہلی اور اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کی ہر تحریک کسی خاص نصب العین اور کسی خاص مقصد پر قائم ہوتی ہے۔ اور اس مقصد کی اچھائی اور برائی پر ہی اس تحریک کی اچھائی اور برائی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ خاکسار تحریک کا مقصد کیا ہے؟ آیا وہ کوئی خالص اسلامی مقصد ہے۔ یا وہ کوئی ایسا بین الاقوامی مقصد ہے جس کی افادیت مسلمانوں اور دوسری قوموں سب کے لیے یکساں ہے۔ خاکسار تحریک پر جب ہم اس زاویہ نگاہ سے غور کرتے ہیں تو اس عجیب و غریب حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس تحریک کا اب تک کوئی خاص نصب العین متعین ہی نہیں ہو سکا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان لوگوں کی منزل مقصود کیا ہے؟ انہوں نے کس مقام کو اپنے سفر کا منتہا بنایا ہے؟ اور یہ کہاں پہنچنا چاہتے ہیں؟ ایک طرف اس تحریک کے بانی کا اعلان یہ ہے:۔

"ہم اس تحریک کے اندر کم از کم دس لاکھ سپاہیوں کی ایک پُر امن، پابند قانون،

قواعد داں، مطیع خدا اور منکر ما سوا، بے غرض، حکم ماننے والی خادم خلق، ہندو، مسلمان سکھ، عیسائی، پارسی، اچھوت، سب پر مشتمل ایک جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں۔

(قول فیصل نمبر صلا ۲)

پھر ۱۔ نومبر ۳۹ء کے "الاصلاح" میں پچیس لاکھ نئے خاکساروں کی بھرتی کے متعلق ایک سرکلر شائع کرتے ہوئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

ان خاکساروں کی بھرتی بلا لحاظ مذہب و ملت ہو۔ ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، اچھوت، انگریز سب کے لیے کھلا دروازہ ہو"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاکسار تحریک خالص اسلامی تحریک نہیں بلکہ اس کی حیثیت کسی بین الاقوامی تحریک کی ہے لیکن دوسری طرف جس چیز کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ خاکسار تحریک کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی صولت و سطوت کو تمام دنیا میں از سر نو قائم کر دینا ہے۔ ایک سنجیدہ و متین شخص جب ان دو متضاد باتوں پر غور کرتا ہے تو حیرت و استعجاب میں غرق ہو جاتا ہے، اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس تحریک کا خصوصی مطمع نظر کیا ہے؟ آپ کو دور جانے کی ضرورت نہیں قول فیصل کا مذکورہ بالا اعلان ذرا غور سے پڑھیے، آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ چار سطریں ہی اپنے اندر کس قدر تضاد رکھتی ہیں۔ اس اعلان میں ایک طرف تو مشرقی صاحب خاکسار سپاہی کے لیے "مطیع خدا" اور "منکر ما سوا" ہونا شرط قرار دیتے ہیں لیکن دوسری جانب وہ اس میں ہندوؤں اور عیسائیوں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ گویا مشرقی صاحب کے نزدیک ایک ہندو یا عیسائی بھی "مطیع خدا" اور "منکر ما سوا" ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ اسلام میں کسی شخص کو صحیح معنی میں اس وقت تک مطیع خدا نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس کے اعمال کی بنیاد صحیح ایمان پر قائم نہ ہو۔ رہا "منکر ما سوا" تو سمجھ میں

نہیں آتا کہ اس کو مشرقی صاحب کی مذاہب سے بے خبری کہا جائے یا اُن کا حد سے زیادہ بھولا پن، کہ وہ ہندوؤں اور پارسیوں اور عیسائیوں کو بھی "منکر ما سوا" قرار دے رہے ہیں۔

مشرقی صاحب کے بیانات کا تضاد یہیں تک محدود نہیں ہے، اگر اُن کی کتاب "تذکرہ" "اشارات" اور اُن کے رسائل و اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اس تحریک کے بانی کا دماغ یا تو کسی قطعی نصب العین کی تعیین و تشخیص سے یکسر معرا ہے۔ یا اگر کوئی نصب العین دماغ میں موجود ہے بھی تو اُس نے اب تک اُس کا اظہار نہیں کیا۔

پس ایسی حالت میں مشرقی صاحب کی آواز پر مسلمانوں کا اُن کے گرد و پیش جمع ہو جانا بالکل ایسا ہی ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا ہو کر شور و غل مچاتا ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مگر پھر بھی بے تحاشا اُس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ پھر جب وہاں پہنچتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیوانہ اپنی دیوانگی کے جوش میں زور زور سے بڑبڑا رہا تھا، اور بے معنی الفاظ بک رہا تھا۔ اب ان کو اپنی فضول جد وجہد پر سخت ندامت ہوتی ہے، اور وہ اپنا سا منہ لے کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔

اور اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ خاکسار تحریک کا مقصد واقعی اعلاء کلمۃ اللہ اور خلافت الٰہی کا قیام ہے۔ تو اب ہم کو اُن طرقِ عمل کا جائزہ لینا چاہیے جو عموماً خاکساروں کو اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے، تحریک میں داخل ہونے والے کے لیے یہ عہد کرنا ضروری ہے کہ وہ اپنے امیر کو حاکم علی الاطلاق مانیگا اور اُس کے ہر حکم کی تعمیل وہ بے چون و چرا کریگا۔ اس نوع کا عہد و پیمان اسلامی اسپرٹ کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اور حدیث میں صاف طور پر

میں ہے "لا طاعۃ لمخلوقٍ فی معصیۃ الخالق انما الطاعۃ فی المعروف" کون مسلمان نہیں جانتا کہ آمر مطلق اور حاکم علی الاطلاق سوائے رب العٰلمین کے کوئی دوسری ذات نہیں ہو سکتی۔ پس سمجھ میں نہیں آتا خاکسار تحریک کے علمبردار یہ کیسے نبوی اسلام کی شوکت وعظمت کا پرچم اڑانے چلے ہیں کہ پہلے ہی قدم پر اُن کا رُخ کعبہ کی بجائے شوالہ کی طرف مڑ گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی تصور کر سکتا ہے کہ جس عمارت میں نمرود و فرعون، اور ہامان وشداد کے مجسمے جگہ جگہ نصب ہوں، اُس سے مسجد کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی اطاعتِ مطلقہ کی دعوت اس چیز کی غمازی کرتی ہے کہ یہ تحریک اسلامی روح سے یکسر خالی ہے، اور اس کا مقصد مسلمانوں کا تمکن فی الارض نہیں بلکہ خود اپنا تمکن و ترفع ہے، پھر روزمرہ کی زندگی میں خاکساروں کے جو اعمال و افعال دیکھے گئے ہیں اُن سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی ذہنی اور جسمانی تربیت و تنظیم خالص اسلامی طریقہ پر نہیں ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ان میں شعائرِ دین کے احترام کا جذبۂ کامل پایا جائے

گذشتہ ماہِ رمضان میں جبکہ خاکسار لکھنؤ میں یوپی گورنمنٹ کے خلاف مظاہرے کرنے کے لیے ہندوستان کے ہر گوشہ سے دہلی میں جمع ہو رہے تھے، اور اُنھوں نے اپنا کیمپ دفتر "برہان" کے قریب ہی قائم کر رکھا تھا۔ اس زمانہ میں صرف ہم نے نہیں بلکہ دہلی کے سینکڑوں انسانوں نے دیکھا ہے کہ خاکسار روزہ کے دنوں میں صبح شام جوق درجوق ہوٹلوں میں پہنچتے تھے اور نہایت بے باکی کے ساتھ کھانا کھاتے اور چاء پیتے تھے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ مسافر ہونے کی وجہ سے ان پر روزہ فرض نہیں تھا، لیکن اگر ان کے دلوں میں اسلامی شعائر کا کچھ بھی احترام ہوتا تو یہ ہرگز شارع عام پر اس طرح بیباکی کے ساتھ کھانا کھانے اور بازاروں میں سگرٹ کے کش اُڑاتے ہوئے پھرنے کی جسارت نہ کرتے۔ غرض کہ یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ خاکسار

تحریک خالص اسلامی تحریک نہیں ہے۔ اور زبان سے تمکن فی الارض اور خلافت الٰہیہ کے قیام کے جو دعوے کیے جاتے ہیں وہ سراسر لغو اور بے بنیاد ہیں۔ اور اس بنا پر کوئی مسلمان ایک دقیقہ کے لیے بھی اس تحریک میں اس غرض سے شامل نہیں ہوسکتا کہ وہ اس تحریک کے ذریعہ دنیا میں سطوتِ حق کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔

ہاں بیشک کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بڑا شخص کوئی تحریک لے کر اٹھتا ہے۔ وہ لوگوں کو اُس میں شمولیت کی دعوت دیتا ہے۔ کسی مصلحت سے وہ اپنا خاص نصب العین ظاہر نہیں کرتا لیکن جب اُس کے پاس لوگوں کا ایک کثیر مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے اور وہ سب کسی ایک رشتۂ وحدت میں منظم ہو جاتے ہیں تو وہ یکایک ایک مفید انقلاب عظیم برپا کر دیتا ہے۔ اُس وقت تردد و تذبذب کی تمام تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور اُس کے مخالفین کو بھی اس شخص کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

لیکن یہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس تحریک کا قائد اپنے اخلاق وعادات اور کیرکٹر کے لحاظ سے دنیا کا کوئی غیر معمولی انسان ہو۔ اس کے برعکس خاکسار تحریک کے بانی کے اعمال و افعال کا جائزہ لیجیے تو یہاں بھی نہایت مایوس کن حالات نظر آتے ہیں۔ جو شخص اتنی بڑی تحریک کا قائد ہونے کے باوجود ایک معمولی گورنمنٹ (یوپی) سے معافی مانگ لے، اپنی بات سے ہٹ جائے اور اُس پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے گورنمنٹ آف انڈیا کو جنگ کے لیے پچاس ہزار خاکساروں کو پیش کش دینے میں ذرا شرم محسوس نہ کرے۔ پھر دلّی میں گرفتار ہو تو پولیس کو دیکھتے ہی اُس کے چہرہ کا رنگ فق ہو جائے اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا متلون مزاج، تملق پسند، کمزور دل اور ڈرپوک انسان اس

قابل ہے کہ اُس سے نصب العین کی تعیین کرلے بغیر ہی ہزار در ہزار انسان اس کو اپنا قائد تسلیم کرلیں، اور اطاعتِ مطلقہ کے عہد وپیمان کے لیے اُس کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اپنی موت وحیات کے لیے اُس کے فیصلہ کو ناطق قرار دیں۔

اِس گذارش سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ خاکسار تحریک نہ تو اپنا کوئی ایسا متعین نصب العین رکھتی ہے جس کو اسلامی نصب العین کہا جائے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسلامی یا غیر اسلامی اُس کا کوئی اجتماعی نصب العین ہے ہی نہیں اور نہ اس تحریک کا بانی اپنے کیرکٹر کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ مسلمان اُس پر اعتماد کرکے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور بے سوچے سمجھے اُس کی پیروی کرنے لگیں۔

اب ہم اُن چند چیزوں کی طرف اشارے کرتے ہیں جو عموماً مسلمانوں کے لیے اس تحریک میں شمولیت کی داعی بنی ہوئی ہیں، وہ چیزیں یہ ہیں

(۱) فوجی تنظیم (۲) جسمانی ورزش (۳) ایک خاص ڈسپلن (۴) خاکساروں کی غیر معمولی بہادری اور پامردی۔

اوّل الذکر تین چیزوں پر گفتگو کرنے سے قبل ایک مرتبہ پھر آپ کو یہ یاد کرلینا چاہیے کہ اُس وقت آپ کو خاکسار تحریک سے متعلق اپنے ذہن میں صرف یہ تصور قائم رکھنا چاہیے کہ وہ محض ایک تنظیمی یا معاشرتی تحریک ہے۔ اب اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیجیے کہ تنظیم بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہے۔ اور اس لیے جو کام محض تنظیم کے لیے کیا جائے وہ کبھی کبھی نتیجۃً کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کی تنظیم کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اُن میں اسلامی ربط، اسلامی نظم، اور اسلامی وحدتِ خیال وعمل پائی جائے۔ پس ہر وہ تنظیم

جس کی مسلمانوں کو دعوت دی جائے انہیں سوچنا چاہیے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر وہ کس حد تک اپنے اسلامی مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں! اس نقطۂ نظر سے ہم خاکساروں کا تنظیمی پروگرام دیکھتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شامل ہو جانے سے مسلمانوں کو فائدہ بہت کم اور مضرت شدید پہنچ جائیگی - فائدہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اُن کو فوجی قواعد کی مشق ہو جائیگی اُن کے جسم ورزش کے اثر سے چست اور موزوں ہو جائینگے لیکن روحانی، اخلاقی اور دینی اعتبار سے اُن کو جس ضرر عظیم کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہے شاید مسلمانوں کے لیے اس وقت اُس کا تصور بھی دشوار ہے - ذرا سنجیدگی سے سوچیے - آپ کو جو شخص اپنی رہنمائی میں لے کر چل رہا ہے وہ اپنے دینی عقائد اور ذاتی کیرکٹر کے لحاظ سے کس درجہ ناقابل اعتبار شخص ہے - پھر وہ آپ سے صرف یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی تحریک سے تنظیم قائم کرنا چاہتا ہوں - بلکہ علی الاعلان اور بڑے اصرار کے ساتھ وہ آپ کے اسلام کا مذاق اُڑاتا ہے، اُس پر پھبتیاں کستا ہے، آیات میں کھلی تحریف کرتا ہے - احادیث کا منکر ہے - اور دعویٰ یہ کرتا ہے کہ میں مصنوعی اور رسمی اسلام کو مٹا کر "نبوی اسلام" کو قائم کرنا چاہتا ہوں - ایسے شخص کی قیادت میں اگر آپ کسی تنظیمی تحریک کے ممبر ہو گئے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا معاملہ صرف جسمانی اور فوجی تنظیم تک محدود رہیگا اور اس سے گذر کر وہ آپ کے ایمان، اخلاق، اور اسلامی خصائل تک نہیں پہنچیگا؟ پہنچیگا اور ضرور پہنچیگا - پس اگر آپ خاکسار تحریک میں شامل ہوتے ہیں تو زبان سے یہ کہہ کر اپنے نفس کو اور دوسروں کو فریب نہ دیجیے کہ آپ محض تنظیم کی خاطر اُس میں شریک ہو رہے ہیں - بلکہ یقین کر لیجیے کہ آپ کے قائد کی بے راہ روی ایمان و عمل دونوں کے اعتبار سے ایک دن آپ کو قعر ہلاکت میں گرا کر رہیگی -

رہی چوتھی چیز یعنی خاکساروں کی دلیری و مردانگی اور اُن کی جفاکشانہ زندگی، تو اس کے جواب میں آپ کو اصولی اعتبار سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خواہ کوئی عمل فی حد ذاتہ کتنا ہی اچھا اور لائقِ تحسین ہو، لیکن اگر اُس کی بنیاد حُسنِ نیت، پاک ارادہ اور مقصدِ خیر پر نہیں ہے تو ضابطۂ اخلاق میں کبھی اُس کی تعریف نہیں کی جائیگی اور اُس کو فضائل میں شمار کرنے کے بجائے رذائل کی فہرست میں ہی شامل کیا جائیگا۔ آپ کو معلوم ہے جس طرح ایک جہاد کرنے والی فوج میں جذبۂ ایثار و فداکاری، خاص ڈسپلن، اطاعتِ امیر کا جذبہ، اور وحدتِ خیال و عمل پائی جاتی ہے، ٹھیک اسی طرح ڈاکوؤں اور لٹیروں کی منظم اور باقاعدہ جماعت میں بھی یہی اوصاف پائے جاتے ہیں، پھر دلیری و پامردی جماعتِ حقہ کی ہی خصوصیت نہیں، بعض اوقات باطل پرست بھی حق کے مقابلہ میں حیرت انگیز شجاعت و بسالت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ان افعال کو علم الاخلاق کی روشنی میں شجاعت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ افعال شجاعانہ ضرور ہوتے ہیں، اور اس بنا پر وہ دیکھنے والوں اور سُننے والوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جن لوگوں نے خوارج کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ سرتاسر گمراہ ہونے کے باوجود اپنے خیالات و عقائد میں نہایت راسخ تھا۔ ان کے مرد تو مرد، عورتیں تک اس درجہ پختہ خیال اور دلیر تھیں کہ اُن کو شدید سے شدید جسمانی اذیتیں پہنچائی گئیں، ان کے اعضا کاٹ کاٹ کر دوپہر کے وقت تپتے ہوئے ریت پر اُنہیں تڑپنے اور سسکنے کے لیے کھلے میدانوں میں ڈال دیا گیا لیکن ایک لحظہ کے لیے اُن کے خیالات میں تذبذب پیدا نہیں ہوا، اور یونہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ حجاج ثقفی ایسا ظالم و جابر اموی گورنران پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا لیکن یہ پھر بھی اپنے اعمال و افکار سے باز نہیں آتے تھے۔ دور کیوں جائیے، ایران

کے فرقہ بابیہ کو دیکھیے ان کو کیسی کیسی سختیوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن یہ لوگ اپنے عقائد و خیالات سے تائب نہیں ہوئے۔

ان حالات میں آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے مستقل مزاج تھے اپنے خیالات میں نہایت مضبوط اور پختہ تھے۔ لیکن یہ تو نہیں کرسکتے کہ ان کے استقلال کو دیکھ کر اُن کے خیالات و عقائد کو بھی قبول کرلیں۔ بس اسی پر خاکساروں کی بہادری اور جانبازی کو قیاس کرلیجیے۔ اس جماعت نے جس انداز سے بلند شہر اور لاہور کے واقعات میں اپنے سینہ پر گولیاں کھائیں اور جان دی ہر شخص کو پورا حق ہے، اس حادثہ پر اظہار افسوس کرے نہ صرف اظہار افسوس کرے بلکہ اپنے دل میں اُس کی چبھن محسوس کرے۔ تاہم اس سے متجاوز ہوکر یہ نتیجہ نکالنا کہ اُنھوں نے جس تحریک کی خاطر یہ اقدام کیا ہے، وہ بھی درست اور صحیح ہے۔ سراسر ایک خطرناک مغالطہ اور ہلاکت انگیز ذہنی عدم توازن ہے۔

جن لوگوں نے نفسیات اجتماع کا مطالعہ کیا ہے اُنہیں معلوم ہوگا، موسیو لیبان کے نظریہ کے مطابق کسی تحریک کے قائد کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے زور تقریر یا زور تحریر سے اپنے پیروؤں کے دل و دماغ کو اس درجہ مفلوج کردے کہ وہ بے سوچے سمجھے اُس کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ یہاں تک کہ اُنھیں اس راہ میں اپنی جانیں تلف کردینے میں بھی دریغ نہ ہو۔ پس آج کل یہی حال خاکسار تحریک کا ہے۔ ایک آواز ہے جس کے پیچھے لوگ دوڑے چلے جارہے ہیں۔ ایک حکم ہے جس کی تعمیل میں اپنے اپنے وطنوں اور گھروں کو خیرباد کہہ کر چند ہزار انسان سر سے کفن باندھ کر نکل پڑے ہیں۔ ایک نغمہ ہے جس کے زیر و بم پر سُننے والے رقص کررہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اُنھیں کس چیز کی طرف بلایا جارہا ہے۔ انہیں شہد انگبیں کا جو جام دیا گیا ہے، اُس میں کہیں زہر تو ملا ہوا نہیں ہے۔ اور اُنھیں جس راہ پر لیجایا جارہا ہے

کہیں اُس کی انتہا ہلاکت وبربادی کے ہولناک غاروں پر تو نہیں ہوتی۔

جس طرح ایک مجاہد فی سبیل اللہ میدان جنگ میں اپنی جان دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی مصیبتوں سے ایک تنگ آیا ہوا انسان بھی دشنہ وخنجر سے اپنی زندگی ختم کردیتا ہے۔ مگر پھر یہ کیا ہے کہ ایک کے لیے فردوس ونعیم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور خداوندی انعام واکرام کا ہاتھ اُس کو حیاتِ جاوید کا خلعت زریں پہنا دیتا ہے۔ اور اس کے برخلاف دوسرے کے لیے خودکشی کے جرم میں دائمی نکبت وخسران کی سزا تجویز کیجاتی ہے اور ایسا کرنے میں قدرت کو اس بات کا خیال بھی نہیں آتا کہ اس شخص نے دنیوی مصائب سے تنگ آکر اپنی زندگی کا خاتمہ کیا تھا، اس کی وجہ بجز اس کے اور کیا ہے کہ جو شخص جذبات کی رو میں بہہ کر عقل سے کام نہیں لیتا اور اپنے ہوش وحواس معطل کرکے بیٹھ جاتا ہے وہ یقیناً قانون قدرت کا مجرم ہے اور اس لیے اُس کو سزا ملنی چاہیے۔

پس ضرورت اس بات ہے کہ آپ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خاکسار تحریک کے بنیادی اصول پر غور کریں اور اس کے بانی کی صحیح ذہنیت سے واقفیت بہم پہنچائیں۔ اُس کے اقوال واعمال کو عقل وشریعت کی روشنی میں پرکھنے اور جانچنے کی سعی کریں، اور اس تحریک کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کرکے یہ معلوم کریں کہ اس میں شامل ہونے سے آپ کو فائدہ کتنا ہوگا اور نقصان کس قدر؟ اور پھر اگر آپ کی تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ فائدہ سرسری اور عارضی ہے اور نقصان شدید اور مستقل۔ تو آپ کو یہ فیصلہ کرلینا چاہیے کہ نہ آپ خود اس میں شریک ہونگے، اور نہ اپنے کسی بھائی کو اس میں شامل ہونے کی اجازت دینگے۔